تفسیر القاء الرحمٰن

ترجمہ

تفسیر الہام الرحمٰن

قولہٗ تعالیٰ

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ط
قُلْ هُوَ أَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي
الْمَحِيضِ لا وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ
يَطْهُرْنَ ج فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ
مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ
يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۲۲۲
نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ ص فَأْتُوا حَرْثَكُمْ
أَنَّىٰ شِئْتُمْ ز وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ ط
وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ ط
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۲۲۳

خدا کا فرمان!

اور پیغمبر! یہ لوگ تم سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں تم ان کو کہدو کہ یہ گندگی ہے۔ تم حیض کے دنوں میں عورتوں سے بچتے رہو جب تک کہ پاک نہ ہو لیں عورتوں سے الگ رہو اور جب عورتیں پاک ہو جائیں تو تم ان سے نزدیکی اختیار کرو جہاں سے اس نے تم کو حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو اور صفائی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ تم اس سے ملنے والے ہو، اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دو۔

ہم ان دونوں آیتوں سے ایک مسئلہ مستنبط کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ مسلمان اس حکم کی جو کتاب اللہ نے کیا ہے رعایت کرتے ہوئے وضع قانون میں اپنے مصالح اور خراج کے موافق مختار ہیں اور اس میں دنیا جہاں کی تمام امتوں کے لیے سہولت و آسانی ہے ـــــ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ محکمات کتاب اللہ کی اتباع کریں تاکہ جسم واحد کی طرح بن جائیں اور ایک کلمہ پر سب جمع ہو جائیں اس کے بعد وہ وضع قوانین کے لیے مختار ہیں۔ وہ اپنے مصالح اور مزاج کے مطابق قانون بنالیں اور اس قسم کا اختلاف مباح ہے اور اسی قسم کے اختلاف کو رحمت کیا گیا ہے لیکن محکمات میں اختلاف

کرنا سخت ترین شقاق اور عذاب ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ آیت (٢٢٢) میں اعتزلوا النساء فی المحیض یعنی عورتوں سے حالتِ حیض میں بچے رہنے اور پاک و صاف ہو جانے کے بعد ماموِر و مخصوص جگہ میں آنے کی تصریح ہے۔ اور یہ ہر دو حکم کتاب اللہ میں محکم ہیں پھر لیٹنے اور سونے اور وضع خاص کے ساتھ اس کے ساتھ لیٹنے کی قرآن میں اللہ تعالیٰ کا کوئی امر نہیں نہ نہی ہے پس لوگ اس میں مختار ہیں۔ جو وضع اپنے لیے پسند کریں، اختیار کریں۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس بارے میں مہاجرین و انصار میں اختلاف پیدا ہوا جبکہ ایک قوم نے دوسری قوم سے عقد و تزویج کیا تو اضطجاع عند الوقاع یعنی ہمبستری کے وقت لیٹنے میں اختلاف پیدا ہوا۔

پس ان لوگوں نے قصد کیا کہ اس میں خدا کا حکم کیا ہے۔ وہ معلوم کریں تو خدا نے آیت (٢٢٣) میں اس کی وضاحت کر دی کہ یہ لوگ اضطجاء یعنی لیٹنے میں مختار ہیں کہ پیچھے کی طرف مخصوص مقام میں آئیں یا آگے کی طرف سے آئیں۔

ہم بعض فقہاء کو دیکھتے ہیں وہ "انیٰ شئتم" (جہاں سے چاہو آؤ) کے معنی سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ اسلام میں ایسی چیز کو ثابت کر رہے ہیں جو اسلام میں نہیں ہے[1] اس کی حقیقت التباس الفاظ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ہم حیوانات کو کیفیت جماع و جفتی میں مختلف پاتے ہیں۔ ہاتھی اسی طرح جماع کرتا ہے جس طرح انسان کرتا ہے۔ ہتھنی اپنی پشت کے بل لیٹ جاتی ہے اور ہاتھی اس پر سواری کرتا ہے جس طرح انسان سواری کرتا ہے اور نر جب کسی انسان کو دیکھ لیتا ہے تو جماع سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔

شیر اس کے خلاف جماع کرتا ہے مادہ یعنی شیرنی اپنے چار پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے اور نر یعنی شیر اس پر سواری کرتا ہے۔ جس طرح کہ دوسرے حیوانات کرتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ

---

[1] اور وہ بعض مالکیہ اہل مدینہ ہیں چنانچہ ابن عربی نے شرح ترمذی میں ذکر کیا ہے کہ مالکیہ نے اس مسئلہ میں مناظرے کیے اور اس بارے میں بہت سی کتابیں طرفین سے تالیف کی ہیں۔ نیز ابن تیمیہؒ نے "رفع الملام" میں ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح یہ مسئلہ امام شافعی کی طرف بھی منسوب ہے۔ واللہ اعلم، کتبہ محمد نور

ایلاج و دخول مقام خاص ہی میں ہوتا ہے ۔

عورت جب کھڑی ہو کر جھک جاتی ہے تو اس کی فرج پیچھے کی جانب ابھر آتی ہے جس طرح دوسرے حیوانات کی فرج ابھر آتی ہے ۔ اس طرح وطی و جماع کرنا مرد کے لیے بہت آسان ہو جاتا ہے اور اس قسم کے جماع و وطی سے بعض لوگوں کو بہت لذت آتی ہے تو ایسا کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے اور یہی معنی عورتوں کے پیچھے کی جانب سے آنے کے ہیں ۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ فرج کے علاوہ دوسرے مقام میں آؤ ۔ اور یہی معنی " انی شئتم " کے ہیں ۔

جو لوگ اس کی تفسیر عورت کی دبر میں آنے سے کرتے ہیں ۔ قطعاً غلط ہے اور جن اہل علم سے روایت گئی ہے کہ انھوں نے کہا ہے ۔

ما ابالی استہ بوت امرأتی او استقبلتہا — میں پروا نہیں کرتا میں اپنی عورت سے پیچھے کی طرف آؤں یا آگے کی طرف سے ۔

اس سے مراد بھی یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے نہ کہ فرج کے سوا دوسرے مقام میں آنا مراد ہے اور پھر اس پر خدا کا یہ قول دلالت کرتا ہے ۔

وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ — اور تم اپنی جانوں کے لیے آگے بھیجو

تو اس سے مقدم کیا ہے سوائے اولاد کے اور ہمارا یہ استنباط بالکل واضح ہے ۔

مثلاً ، خدا نے ہم پر نماز فرض کر دی ہے اور ارکان مخصوصہ سے ان کو مقید کر دیا ۔ اس کے بعد ہم کو لباس اور کپڑوں کا اختیار ہے ۔

اب ہم یہاں دولت و مملکت کی طرح رجوع کرتے ہیں کہ احکام دولت و مملکت محکمات کتاب سے مقید ہیں ۔ اس تقیید کے بعد ہم کو اختیار ہے کہ جو ہمارے مزاج کے مناسب اور موافق ہو اس قانون کو ہم اختیار کریں ۔ کیونکہ ہر قوم کا یہ دستور ہے کہ اپنے مزاج و طبیعت کے موافق قانون بناتی ہے اور یہ خدا کی جانب سے ایک زبردست رحمت ہے ۔

خدا رحم کرے جاہل عابدوں اور زہاد متقشفین پر کہ انھوں نے اپنی قومیات کے لیے ایک خاص قسم کا قانون واجب کر لیا ہے ۔ جن امور میں خدا نے ان کو آزاد رکھا تھا ۔ محکمات کتاب اللہ نے ان کو واضح کر دیا تھا ایسے امور کو انھوں نے اپنے مبتدعہ امور سے ملحق کر دیا ۔ یہ مفسد لوگ ہیں ۔ اور

اس کے فساد کو دور کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً مجددین آتے رہے ہیں تاکہ ان کے فساد کو واضح کر دیں اور ان کے مخفی امور کو توڑ پھوڑ دیں ۔

پس خدا کا یہ قول

وَاتَّقُوا اللّٰهَ — اور اللہ سے ڈرتے رہو

یعنی تم محکمات کتاب اللہ کی اتباع کرو ۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ — اور جانتے رہو کہ اللہ سے ملنے والے ہو

پس تم حق و باطل کو ملتبس نہ کرو کہ امور مخترعہ کو محکمات کتاب اللہ اور اس کی نصوص کے مثل نہ گردانو ! اور قول خداوندی

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ — اور ایمان والوں کو خوشخبری پہنچا دو ۔

یعنی یہ بشارۃ مصلحین و مجددین کی طرف اشارہ ہے کہ مصلحین و مجددین کو یہ بشارۃ سنا دو ۔

تمت المسئلة

مسئلہ سوم

امر مستنبط واجب شرعی ہے

امر مستنبط واجب شرعی کے ہے ۔ مثلاً کسی نے اللہ کی نذر مانی تو واجب ہو جائے گی ۔ اسی طرح اگر کسی جماعت نے کسی عمل مستنبط کا عزم کر لیا وہ واجب ہو جائے گا اور قانون بھی بن جائے گا ۔ اگر اس نے اسے ترک کر دیا تو گنہگار ہو گی اور اس کا مواخذہ ہوگا ۔

چنانچہ امام ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں :

” جب مقلدین نے ایک مجتہد کی تقلید کا عزم کر لیا ۔ تو اگرچہ تقلید دین میں واجب نہیں ہے لیکن عزم کے بعد اس کے ترک سے گنہگار ہوں گے ۔

اور باب طبقات الامم میں فرماتے ہیں :

پانچویں چیز وہ ہے جس پر شارع کی نص و تصریح نہیں ہے اور نہ ملاء میں

اور نہ ملاء اعلیٰ میں اس کا حکم منعقد ہوا ہے لیکن کوئی بندہ مجامع قلب اور ہمت سے اس کی طرف متوجہ ہو گیا پھر اس کو کسی بات نے دھوکہ دیا اور وہ اسے ممنوع خیال کرنے لگا۔ یا قیاس و تخریج کے قبل اس نے جو سمجھا تھا اور اسے ترک کر دیا اور اسکے مثل اور کوئی بات ہو۔ تو اس قسم سے انسان اپنے عہدے سے خارج اور بری نہ نہیں ہوگا تا آنکہ پوری احتیاط نہ کرے ـــــ اس کے اور اس کے رب کے درمیان حجاب حائل ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ اس کا ظن رکھتا تھا۔ اس ظن کے مطابق اس سے مواخذہ ہوگا اور ساتھ یہ بھی ملحق ہے کہ مجتہد فیہ کی نافرمانی کی جائے جبکہ وہ مقید ہو اور دل سے تقلید پر جما ہوا ہو، انتہی۔

اور یہی ہم نذر کے متعلق کہتے ہیں کہ کسی انسان نے نذر اپنے اوپر واجب کر لی اور اسی کی طرف آیت (۲۲۵) میں اشارہ ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۲۲۵	تمہاری قسموں میں جو لایعنی قسمیں ہیں تمہارا مواخذہ کرنا نہیں ہے لیکن ان قسموں میں مواخذہ کرتا ہے۔ جو تمہارے قلوب کے ارادہ سے ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا بردبار ہے۔

اب ہم اس آیت کا ذکر کرتے ہیں جس کو ہم نے بغرض ربط آیات کے چھوڑ دیا تھا۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۲۲۴	اور مسلمانو! اپنی بیہودہ قسموں کے حیلوں سے یعنی اللہ کے نام کو لوگوں کے ساتھ سلوک کرتے اور پرہیزگاری دکھانے اور ملاپ کرانے کا مانع اور مزاحم نہ ٹھہراؤ۔

اس آیت میں اشارہ ہے برّ و تقویٰ کے خلاف، جو اصلاح کے خلاف ہے۔ وضعِ قانون حرام ہے ایسا قانون بنانا جائز نہیں ہے۔

(جاری ہے)